انوکھی شرطیں

از

ایم ایچ بدرالدین بی اے

سعید بک ڈپو
جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

اسلامی مدارس، طلبا، طالبات اور کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے
عقائد اور مسائل کا،
ہلکا پھلکا جدید طرز کا نصاب

اسلامی معلومات

بچپن کی زندگی سے مربوط۔ آسان زبان۔ نیا انداز تحریر

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم
-/۶۰	-/۱	-/۱	۱/۲۵

تالیف: مولانا حافظ بدرالدین بی۔ اے۔ استاد اسلامیات
جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

عقلمند عربوں کی انوکھی کہانی

نِت نئے سوال وجوابُ کی دلچسپ داستان

انوکھی شرطیں

ترجمہ

ایم۔ ایچ بدرالدین بی۔اے

ناشر

سَعیدُ بُکڈپو۔ جَامعہ نگر نئی دِلّی

تعداد اشاعت :۔ پہلی بار ایک ہزار سنہ ۱۹۷۰ء

قیمت :۔ ۵۰ پیسے

مطبوعہ :۔ کوہ نور پریس، دہلی ۶

ملنے کے پتے

۱۔ سعید بُک ڈپو، جامعہ نگر، نئی دِلّی ۲۵

۲۔ مکتبہ جنّت نشاں، سنبھلی گیٹ مرادآباد

۷۸۶

انوکھی شرطیں

بہت دنوں کی بات ہے عرب میں ایک بڑا عقلمند آدمی رہتا تھا اس کا نام قیس تھا۔

قیس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں اُس عورت سے شادی کروں گا جو میرے سوالوں کا جواب دے گی۔ اگر کوئی عورت بھی میرے سوالوں کا جواب نہ دے سکی تو میں شادی نہیں کرونگا۔

قیس کے ماں باپ اس شرط کی وجہ سے بہت پریشان تھے کیوں کہ وہ جب کسی اچھی ہوشیار لڑکی کے ماں باپ کے پاس قیس کی شادی کا پیغام بھیجتے قیس فوراً اس سے ایک سوال کرتا۔ بتاؤ آٹھ اور چار اور دو۔ عام طور پر لڑکیاں اس سوال کا جواب یہ دیتیں، کُل ملا کر چودہ ۱۴۔

یہ جواب قیس کے خیال میں صحیح نہیں تھا اس لئے رشتہ طے نہ ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے قیس کسی گاؤں سے گزرا وہاں
اُسے معلوم ہوا کہ اس گاؤں میں ایک عقلمند لڑکی رہتی ہے
اس کی خوبصورتی اور ہوشیاری کی دُور دُور شہرت ہے۔
قیس نے سوچا لاؤ اس سے بھی اپنا سوال کر دیکھوں۔
قیس لڑکی کے باپ سے ملا اور شادی کا پیغام دیا۔
ساتھ ہی اس نے اپنا سوال بھی پیش کر دیا، اے لڑکی بتا،
۸، ۴، اور ۲۔
یہ لڑکی واقعی بہت ہوشیار تھی اس نے سوال سُنتے
ہی فوراً جواب دیا، آٹھ کا مطلب ہے کُتیا کے آٹھ تھن۔
چار کا مطلب ہے اونٹنی کے چار تھن اور دُو کا مطلب
ہے بکری کے دُو تھن۔
قیس یہ جواب سُن کر بہت خوش ہوا کیوں کہ یہ جواب
اس کی مرضی کے مطابق تھا اور لڑکی سے شادی طے ہو گئی۔
لیجئے صاحب لڑکی کے باپ نے جلدی جلدی بیاہ کا
انتظام کیا اور قیس کا نکاح ہو گیا۔
جب نکاح کر کے قیس اپنے وطن جانے لگا تو لڑکی
نے کہا۔

جناب عالی آپ نے اپنے سوالوں کا جواب تو پا لیا
اور خوش ہو گئے۔ اب ذرا میری بھی تو سُن لیجئے۔
قیس نے کہا ضرور تم بھی کہو کیا چاہتی ہو۔
لڑکی:۔ دیکھئے جناب نکاح تو ہو گیا مگر میری پہلی شرط یہ ہے کہ
میں اس وقت تک تمہارے گھر نہیں آؤنگی جب تک
تم میرے تین سوالوں کا جواب نہ دے دوگے۔
قیس:۔ مجھے منظور ہے ضرور جواب دوں گا۔
لڑکی:۔ اور میری دوسری شرط یہ ہے کہ رُخصتی سے پہلے تم ایک
سو اونٹ، دس غلام، دس باندیاں اور ۳۰ گھوڑے
مجھے بھیجو گے اس کے بعد رُخصتی ہوگی۔
قیس:۔ مجھے منظور ہے۔
یہ شرطیں طے کرنے کے بعد قیس اپنے وطن چلا آیا۔
کچھ دن بعد قیس نے لڑکی کی فرمائش کے مطابق تمام
سامان اپنے ایک غلام کے ہاتھ بھیج دیا۔
لڑکی نے جو چیزیں بتائیں تھیں ان کے علاوہ قیس نے
تحفے میں ایک گھڑا اصلی گھی، ایک گھڑا شہد اور کچھ عمدہ قسم کے
جوڑے بھی بھیجے۔

غلام یہ تمام سامان لیکر چلدیا،

راستہ میں ایک چشمہ کے پاس ٹھیرا وہاں اس نے یہ شرارت کی کہ قیس نے لڑکی کے لئے جو عمدہ کپڑے بھیجے تھے وہ خود پہن لئے۔ یہ اتفاق سے کسی جھاڑی سے اُلجھ کر پھٹ گئے، دوسری شرارت یہ کی کہ گھی اور شہد کے گھڑے کھولدیئے اور چشمہ کے پاس رہنے والے لوگوں کو شہد اور گھی کھلایا خود بھی کھایا وہ کم ہوگیا ایک دن چشمہ کے پاس ٹھیر کر غلام چلدیا اور لڑکی کے گاؤں پہنچ گیا

وہاں جاکر غلام نے لڑکی کو سب تحفے دیدیئے اور پوچھا تمہارے رشتہ دار کہاں ہیں میں ان سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔

لڑکی نے کہا اے غلام اپنے مالک سے جاکر کہدینا۔

میرے والد تو قریب کو دور کرنے گئے ہیں اور دور کو قریب کرنے۔

میری والدہ ایک کے دو کرنے گئی ہیں۔

میرا بھائی سورج کو چرانے گیا ہے، اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے، برتن گر گئے ہیں۔

غلام نے یہ سب باتیں یاد کیں اور واپس آگیا۔

گھر آکر اس نے قیس کو لڑکی کی سب باتیں جوں کی توں سُنا دیں۔

غلام کے منہ سے لڑکی کی باتیں سن کر قیس نے ذرا سوچا اور کہنے لگا تم سمجھے لڑکی نے کیا کہا ہے۔

غلام:۔ نہیں سرکار میں تو کچھ نہیں سمجھا۔

قیس:۔ اچھا تو سنو، میں بتاتا ہوں۔

لڑکی نے جو کہا ہے کہ میرا باپ دور کو قریب کرنے اور قریب کو دور کرنے گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی خاندانی لڑائی جھگڑے میں صلح صفائی کرانے گیا ہے، مطلب یہ کہ جھگڑے کی وجہ سے جو لوگ دور ہو گئے ہیں وہ قریب آجائیں اور دشمنی قریب ہو گئی ہے وہ دور ہو جائے۔

اور لڑکی نے جو کہا ہے میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کی خدمت کرنے گئی ہوگی جس کے بچہ پیدا ہونے والا ہوگا

اور لڑکی نے جو کہا ہے میرا بھائی سورج کو چرانے گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا بھائی جنگل میں اپنے جانور چرانے گیا ہے اور سورج چھپنے کا انتظار کر رہا ہے کہ جب سورج چھپے تو گھر جاؤں تو گویا وہ سورج ہی چرانے گیا ہے۔ اور اس نے جو کہا ہے کہ تمہارا آسمان پھٹ

گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو کپڑے بھیجے تھے وہ پھٹے ہوئے اس کے پاس پہونچے۔

اور اس نے کہا ہے کہ برتن گر گئے اس کا مطلب یہ ہے شہد اور گھی کے گھڑے کھلے ہوئے اس کے پاس پہونچے۔

بتاؤ کیا میں نے ٹھیک کہا۔

غلام :۔ اے میرے آقا آپ نے صحیح فرمایا، بات یہ ہوئی کہ میں راستہ میں ایک چشمہ کے پاس ٹھیرا تھا وہاں جو لوگ رہتے ہیں انھوں نے پوچھا تم کون ہو، میں نے کہدیا کہ میں قیس کا چچا زاد بھائی ہوں، اسی لئے میں نے آپ کے بھیجے ہوئے کپڑے پہن لئے تاکہ یہ لوگ مجھے معمولی غلام سمجھ کر یہ مال نہ چھین لیں۔ اور اتفاق سے وہ جوڑا ایک جھاڑی میں اُلجھ کر پھٹ گیا۔

اور کیوں کہ میں نے اپنے کو ایک بڑا آدمی ظاہر کیا تھا اس لئے وہ گھڑے کھولے اور ان لوگوں کو کچھ کھلایا اس لئے شہد اور گھی کم ہو گیا۔

قیس نے غلام کی یہ سب باتیں سُن کر کہا اچھا تو اب میں خود ہی جاؤں گا۔

دو تین دن بعد قیس نے سفر کا ارادہ کیا، اپنے ساتھ ایک سو اونٹ لئے اور ان کے پانی پلانے کو ایک غلام ساتھ لے لیا اور لڑکی کے گھر چلدیئے۔

راستہ میں ایک کنوئیں کے پاس اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے ٹھیرے، قیس تو پیڑ کے سایہ میں بیٹھ گیا، غلام پانی کھینچ کھینچ کر اونٹوں کو پلانے لگا۔

بہت دیر ہو گئی جب قیس نے دیکھا کہ ایک غلام سو اونٹوں کو پانی پلاتے پلاتے تھک گیا ہے تو وہ خود اس کی مدد کرنے کے لئے کنوئیں کے پاس آ گیا۔

غلام نے جو قیس کو کنوئیں کے قریب دیکھا تو اس کی نیت خراب ہو گئی اور اس نے موقعہ پاکر قیس کو کنوئیں میں دھکا دے دیا۔

قیس صاحب تو کنوئیں میں گرے اور غلام نے جلدی سے اس کا جوڑا پہن کر سو اونٹ ساتھ لئے اور لڑکی کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

دو تین دن کے سفر کے بعد غلام لڑکی کے گھر پہنچا اور ملازموں سے کہا جاؤ لڑکی کو اطلاع دے دو تمہارا شوہر آیا ہے۔

ملازموں نے لڑکی سے جاکر کہدیا آپ کے شوہر صاحب
تشریف لائے ہیں۔

لڑکی نے سن کر کہا:۔ خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم جو آدمی
آیا ہے وہ میرا شوہر ہے یا نہیں، بہرحال تم جاؤ اور جس طرح
میں کہوں اس کی خاطر تواضع کرو۔

ملازم:۔ بہتر ہے۔

لڑکی:۔ دیکھو ایک اونٹ ذبح کرو اور اس کی دم اور معدہ کا
گوشت پکاکر مہمان کو کھلاؤ اور کسی حصہ کا گوشت نہ دینا۔ اس
پر اگر وہ کچھ کہے تو مجھے آکر بتانا۔

پینے کے لئے اسے کھٹا دودھ دینا اور جس جگہ اونٹوں
کی مینگنیاں وغیرہ گندی چیزیں ڈالی جاتی ہیں وہاں اُسے سونے
کی جگہ دینا۔

لڑکی کے ملازموں نے تینوں کام اسی طرح کئے اور آنے
والے مہمان نے ان کو خوشی سے قبول کیا، کچھ نہیں کہا۔

جب صبح ہوئی تو لڑکی نے کہلا کر بھیجا اے مہمان میں تم
سے تین سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

غلام:۔ ضرور پوچھئے

لڑکی:۔ تمہارے ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں۔ تمہارا سینہ
کیوں تھرتھرا رہا ہے اور تمہاری رانیں کیوں پھڑک
رہی ہیں۔

غلام:۔ سفر کی تکان کی وجہ سے۔

لڑکی نے یہ جواب سن کر اپنے ملازموں سے کہا یہ میرا
شوہر نہیں ہو سکتا کوئی دھوکہ باز غلام ہے، اسے باندھ
کر رکھو۔

ادھر جنگل میں جہاں قیس کو کنوئیں میں گرایا گیا تھا
ایسا اتفاق ہوا کہ تھوڑی دیر بعد اس طرف سے مسافروں
کی ایک پارٹی گذری انھیں پانی پینے کی ضرورت پیش آئی،
کنوئیں سے جو پانی نکالنے لگے تو دیکھا اندر آدمی ہے، ان لوگوں
نے قیس کو باہر نکال لیا۔

قیس کے پیٹ کا پانی نکالا اور علاج کیا، ایک دو دن
میں ٹھیک ہونے کے بعد قیس اپنے گھر لوٹ کر چلا گیا۔

وہاں سے قیس نے پھر ایک سو اونٹ لئے اور لڑکی سے
ملنے کے لئے روانہ ہوگیا۔

چند دن کے سفر کے بعد لڑکی کے گھر پہنچا، جاکر ملازموں

کو اطلاع دی کہ لڑکی سے کہدو تمہارا شوہر آیا ہے۔

لڑکی نے سن کر پھر وہی الفاظ کہے، مجھے کیا معلوم ہے جو آدمی آیا ہے وہ میرا شوہر ہے یا نہیں، خیر اس کی بھی اسی طرح خاطر کرو، جس طرح غلام مہمان کی کی تھی۔

ملازموں نے اونٹ ذبح کر کے اس کی دُم اور معدہ کا گوشت پکا کر قیس کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

قیس نے دیکھتے ہی کہا اچھا یہ لائے ہو میرے لئے اور اونٹ کے جگر، کوہان اور کمر کا عمدہ گوشت کہاں ہے، جاؤ یہ لے جاؤ میں نہیں کھاؤں گا۔

پھر ملازم پینے کے لئے کھٹّا دودھ لائے۔

قیس نے اُسے بھی پینے سے انکار کر دیا اور کہا یہ میرے لئے لائے ہو اور تازہ تازہ گرم میٹھا دودھ کہاں ہے۔ اس کے بعد ملازموں نے اس کے سونے کے لئے اونٹ کی مینگنیوں کی جگہ انتظام کیا۔

قیس نے وہاں سونے سے بھی انکار کر دیا اور کہا میرے سونے کے لئے کسی اونچی اچھی جگہ انتظام کرو اور اچھّا سا خیمہ لگاؤ۔

صبح ہوئی تو لڑکی نے کہلا کر بھیجا، جناب پہلے وعدے کے مطابق میرے سوالوں کا جواب دیجئے، اس کے بعد کوئی بات ہوگی۔

قیس:- ضرور سوال کیجئے۔

لڑکی:- تمہارے ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں؟

قیس:- عمدہ قسم کا شربت پینے کے لئے۔

لڑکی:- تمہارا سینہ کیوں پھڑک رہا ہے؟

قیس:- عمدہ قسم کا لباس پہننے کے لئے۔

لڑکی:- تمہاری رانیں کیوں تھرتھرا رہی ہیں؟

قیس:- اچھے صحت مند عمدہ گھوڑے کی سواری کے لئے۔

لڑکی نے تینوں جواب سن کر کہا۔

"اے ملازمو، یہی میرا شوہر ہے، یہی میری زندگی کا ساتھی ہے۔" تم اس کی خوب خاطر تواضع کرو۔ اور پہلے آنے والے غلام دھوکہ باز کو قید خانہ میں بند کر دو۔ ملازموں نے ایسا ہی کیا۔

قیس کچھ دن تو ہنسی خوشی اپنی سسرال میں رہا اور اس کے بعد لڑکی کی باقاعدہ رخصتی ہوگئی۔

ننھّے قاضی کا اِنصاف

پیارے بچو! بہت دنوں کا ذکر ہے خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں بغداد شہر میں ایک تاجر رہتا تھا، اس کا نام علی کوجیا تھا یہ بے چارہ نہ تو زیادہ امیر ہی تھا نہ بالکل غریب بس درمیانہ درجہ کا آدمی تھا۔ دور دور کے ملکوں میں تجارت کرنے جاتا تھا اور زندگی بسر کرتا، اس کے ماں باپ بچپن ہی میں مر چکے تھے اور کوئی رشتہ دار بھی نہیں تھا۔ بس اکیلا ہی اپنے مکان میں رہتا تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی اس کے قریب آیا ہے اور اس سے کہہ رہا ہے کہ تو حج کرنے کے لئے مکّہ شریف جا اور دیکھ میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا۔

صبح کو علی کوجیا نے اس پر کوئی خاص دھیان نہ دیا۔ مگر دوسری رات میں بھی اسی قسم کا خواب دیکھا اور تیسرے

دن بھی یہی خواب دیکھا کہ بوڑھا آدمی اسے حج کو جانے کے لئے کہہ رہا ہے۔

اب صبح کو علی کوجیا کو فکر ہوئی کہ کیا کرے۔ خواب پر عمل کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ علی بڑا پکا مسلمان تھا اور جانتا تھا کہ جس مسلمان کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ آسانی سے حج کو جا سکے اسے حج کرنا فرض ہے، لیکن ساتھ ہی علی کو اپنے وطن سے اتنی محبّت تھی کہ اسے چھوڑنا پسند نہ تھا۔

آخر میں علی نے یہی فیصلہ کیا کہ مختصر سامان لے کر وہ مکّہ شریف چلا جائے۔ چنانچہ علی نے اپنی دکان مکان اور بڑا سامان بیچ دیا صرف اتنا سامان روک لیا جو اسے مکہ کے سفر میں کام آسکے۔

اس کے بعد علی نے سفر کی تیاری شروع کی لیکن ایک مشکل اس کے لئے یہ پیش آئی کہ مکان اور دکان بیچ کر جو دینار (اس زمانہ کا بھاری سکّہ) اسے حاصل ہوئے تھے وہ کہاں رکھے جو اس کے واپس آنے تک محفوظ رہ سکیں کافی سوچ بچار کرنے کے بعد علی نے طے کیا کہ وہ اپنے

دینار اپنے ایک دوکاندار دوست کے پاس رکھدے جو ایمان داری میں کافی مشہور ہے ۔ یہ سوچ کر علی نے تمام دینار ایک خوبصورت مضبوط گھڑے میں بھرے اور اوپر سے اس میں تھوڑا سا زیتون کا تیل ڈال ڈھکنے سے منہ بند کردیا اب علی یہ گھڑا لے کر اپنے دوست کے پاس آیا اور کہا بھائی تم میرے سچے دوست ہو اور ایمانداری امانت داری میں بھی تمہارا جواب نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا زیتون کے تیل کا ایک گھڑا تم بطور امانت کے اپنے پاس رکھ لو میں نے حج کا ارادہ کیا ہے وہاں سے انشاء اللہ واپس آکر اپنی امانت لے لوں گا ۔

دوست نے کہا ضرور علی میں یہ خدمت ضرور انجام دوں گا یہ تمہارا گھر ہے ۔ لو گودام کی چابی اور خود جا کر اپنا گھڑا رکھدو ۔

علی نے دوست کا شکریہ ادا کیا اور گھڑا لے جا کر گودام میں رکھدیا اور چابی دوست کے حوالے کر کے مسافروں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ روانہ ہوگیا ۔

پندرہ دن کے سفر کے بعد علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ

مکہ شریف پہنچ گیا ۔

حج کا وقت آیا اس نے حج کا فریضہ ادا کیا اور پھر اپنا سامان بیچنے میں مصروف ہوگیا ۔

اگرچہ علی تجارت کا زیادہ سامان ساتھ نہیں لایا تھا مگر جو کچھ بھی لایا تھا وہ بہت قیمتی اور عمدہ سامان تھا، اس لئے اس کے ساتھیوں کا یہ خیال ہوا کہ یہ سامان قاہرہ میں لے جا کر بیچا جائے تو زیادہ منافع ہوگا ۔

علی کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی اور اس نے قاہرہ جانے کا ارادہ کرلیا ۔ چند دن میں یہ قاہرہ پہنچ گیا وہاں آکر علی کو بڑی مسرت ہوئی، اس لئے کہ اس کا سامان بھی اچھی قیمت میں بکا اور تاریخی مقامات کی سیر بھی ہوئی ۔

چند دن قاہرہ میں ٹھہرنے کے بعد علی بیت المقدس گیا وہاں سے پھر ملک شام پہونچا اور گھر لوٹنے کی بجائے سیر و تفریح میں لگ گیا ۔

علی کے دوست کی بددیانتی

ایک دن کا ذکر ہے علی کا دوست جس کے پاس علی

نے اپنی امانت رکھی تھی۔ رات کا کھانا کھا رہا تھا اس
کے بیوی بچّے بھی ساتھ تھے، اتفاق سے بیوی نے کہا کہ
آج تو میرا دل زیتون کا تیل کھانے کو چاہتا ہے اور گھر میں
بہت دن سے ختم ہو گیا ہے۔

دوست ایک دم چونکا اور کہنے لگا ارے خوب
یاد آیا بھئی ہمارے دوست علی کوجیا نے ہمارے پاس
ایک گھڑا زیتون کا تیل بھی تو رکھا تھا جب وہ مکہ جا رہا
تھا، لاؤ آج اسے ہی کام میں لائیں۔ اور اب تو علی کوجیا
کو مکّہ گئے ہوئے پورے سات سال گذر گئے ہیں معلوم
نہیں علی زندہ بھی ہے یا نہیں؟ ہاں! علی کے ساتھ جو لوگ
مکّہ گئے تھے وہ سب واپس آ گئے اور ایک آدمی تو کہہ رہا
تھا کہ علی مکہ میں ہمارے ساتھ تھا پھر معلوم نہیں کہاں
گیا۔ بس صاحب مجھے تو یقین ہوتا جا رہا ہے کہ علی
مر گیا ہوگا۔

اچھا لاؤ، بیوی ذرا چراغ اٹھاؤ اور ایک برتن
مجھے دو میں ابھی تمہارے لئے گودام سے زیتون کا تیل
لاتا ہوں۔

بیوی نے جب یہ سنا تو کہنے لگی ہیں زیتون کا تیل اور
علی کوجیا کا، نہیں نہیں میں کبھی نہیں کھاؤں گی میں تو کسی
کی امانت کو چھونا بھی پسند نہیں کرتی، کھاؤں گی کیا۔ نہیں
جناب خبردار جو آپ نے علی کوجیا کی امانت کو ہاتھ لگایا،
یقین جانئے اگر آپ نے اس کی امانت کو لیا تو آپ بے ایمان
ہو جائیں گے اور پھر میں آپ سے کبھی خوش نہیں ہونگی۔

اگر علی کوجیا کو یہاں سے گئے ہوئے سات سال
ہو گئے تو اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ وہ مر ہی گیا ہوگا
ہو سکتا ہے علی کوجیا حج سے فارغ ہو کر کسی اور ملک کی طرف
چلا گیا ہو اور پھر اپنے وطن آ جائے، اس لئے جب تک
تمہیں اس کی موت کی یقینی خبر نہ مل جائے تم کیوں خود بخود
ایسا سوچتے ہو تمہیں اس کے تیل کی اچھّی طرح دیکھ بھال کرنی
چاہیئے یہ امانت ہے جس کی حفاظت تم پر فرض ہے۔

ذرا غور کرو۔ تھوڑا سا تیل لینے کی وجہ سے تم تمام
شہر میں خائن اور بے ایمان مشہور ہو جاؤ گے اور خدا کے
ہاں جا کر کیا جواب دو گے کیا تمہیں معلوم نہیں حضرت محمدؐ نے
فرمایا ہے جو شخص امانت دار نہیں وہ مومن نہیں۔

دیکھئے میں پھر آپ سے کہتی ہوں کہ آپ ایسا کام نہ
کیجئے جو خدا اور اس کے بندوں کے سامنے رسوائی کا سبب
بنے ۔ میں علی کوجیا کا تیل بالکل نہیں کھاؤں گی آپ اسے
لانے کی قطعی تکلیف مت کیجئے اور اپنے دل سے اس خیال
کو نکال دیجئے ۔

دکان دار کی بیوی نے بہت کچھ نصیحتیں کیں مگر اس
نے ایک نہ مانی اور چراغ لے کر گودام کی طرف چلدیا ،
گودام میں پہونچ کر اس نے زیتون کے تیل کا گھڑا اٹھایا
ڈھکن کھولا تو دیکھا تیل خراب ہوگیا ہے زیادہ وقت گذر
جانے کی وجہ سے اور اب کھانے کے قابل نہیں رہا ہے ،
مگر ساتھ ہی اس کے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں تیل کا پورا
گھڑا خراب ہوگیا ہے یا صرف اوپر کا خراب ہوا ہے ۔ یہ
سوچ کر اس نے گھڑے کو ایک برتن میں لوٹ دیا ، جب
گھڑا لوٹا تو اوپر اس میں تیل نکلا اور نیچے دینار بھرے ہوئے
نکلے ، یہ دیکھ کر تو دکاندار حیران رہ گیا اب جو پورا گھڑا لوٹا
تو دینار سے برتن بھر گیا ۔ بس اب دکاندار اصلی بات
سمجھ گیا کہ علی کوجیا نے گھڑے میں دینار رکھ کر تیل سے اُسے

چھپایا تاکہ دینار محفوظ رہ سکیں ،

دکاندار کے دل میں تو بس بے ایمانی آہی گئی کیونکہ
دیناروں کی کھنکھناہٹ ہی ایسی چیز تھی مگر اس وقت اس
کی سمجھ میں کوئی تدبیر نہ آئی اور اس نے سب دینار اور
تیل گھڑے میں رکھ کر گھر واپس لوٹ آیا اگر بیوی سے کہا لو
بھئی اب تم میری بات کو سچ مانو یا نہ مانو میں بالکل زیتون
کا تیل نہیں لایا ہوں کیوں کہ وہ واقعی خراب ہوگیا تھا جیسا
کہ تم کہہ رہی تھیں ۔

بیوی نے کہا کاش کہ تم پہلے ہی میری بات کو مان لیتے
اور یہ خطا نہ کی ہوتی اللہ تعالیٰ تمہاری اس خطا کو معاف کرے
جو تم نے ایک امانت کو چھو کر کی ہے ۔

اس بات چیت کے بعد دکاندار کی بیوی سوگئی ۔ مگر
دکاندار رات بھر یہ ترکیب سوچتا رہا کہ کس طرح علی کو
دھوکہ دے کر یہ دینار حاصل کئے جائیں ۔

صبح ہی صبح وہ دکاندار اٹھا اور بازار گیا وہاں سے زیتون
کے تیل کا ایک گھڑا خرید کر لایا ۔ یہ لے کر گودام میں گیا ،
علی کا گھڑا اٹھایا اور اس میں سے سب دینار نکال کر اسمیں

خالی تیل بھر دیا، جب یہ کام پورا ہو گیا تو گھڑے کو اچھی طرح بند کر کے اِسے پُرانی جگہ رکھ دیا۔

اس حرکت پر دوکاندار کو نہ تو خدا کے خوف کا کوئی خیال آیا اور نہ ہی سوچا کہ لوگوں میں اس کی کیا رسوائی ہوگی۔

علی کوجیا کی واپسی

دوکاندار کی خیانت کی حرکت کو کوئی ایک مہینہ ہی گذرا ہوگا کہ علی کوجیا اپنے سفر سے واپس آگیا۔ چونکہ وہ اپنا مکان تو حج کے سفر سے پہلے ہی بیچ چکا تھا اب بغداد میں آکر وہ چند دن تو ہوٹل میں ٹھیرا اور اس کے بعد اپنے دوست دوکاندار سے ملنے گیا۔

جونہی تاجر دوکاندار کے گھر پہونچا۔ دکاندار ظاہری خوشی میں کھل کھلا کر ہنسا اور دوڑ کر علی سے لپٹ گیا۔ اس کے سفر سے صحیح سلامت واپس آنے کی مبارک باد دی اور مزاج پوچھا۔ پھر کہنے لگا ارے دوست میں تو اتنے دن گذر جانے کی وجہ سے مایوس ہو گیا تھا اور بہت فکر مند تھا کہ معلوم نہیں میرا دوست کہاں گیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے

کہ تم صحیح سلامت واپس آگئے۔

علی کوجیا نے اپنے دوست کی محبّت اور گرمجوشی کا شکریہ ادا کیا جب ملاقات ہو چکی اور دونوں سفر کی باتیں کر چکے تو علی کوجیا نے پوچھا ارے بھئی ہمارا وہ گھڑا ابھی یاد ہے جو ہم چلتے وقت تمہارے پاس رکھ گئے تھے۔

دوکاندار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جی ہاں، خوب یاد ہے۔

علی کوجیا:۔ اچھا تو پھر لائیے۔ وہ واپس فرما دیجئے۔ میں نے آپ کو بہت تکلیف دی اور زندگی بھر بھی میں آپ کے اس احسان کو نہیں بھولوں گا۔

دوکاندار:۔ ارے صاحب یہ بھی کوئی تکلیف ہے۔ میں نے اپنے ایک دوست کی امانت رکھی اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔

لیجئے یہ چابی ہے گودام کی، آپ اپنا گھڑا خود جا کر وہیں سے لے لیجئے جہاں آپ نے رکھا تھا اس کو کسی نے چھوا تک بھی نہیں ہے۔

علی کوجیا نے دوست سے چابی لی اور اس کا دوبارہ

شکریہ ادا کیا۔

پھر گودام سے گھڑا نکالا اور بغیر کھولے ہوئے وہ گھڑا لے کر ہوٹل میں گیا جہاں وہ ٹھیرا ہوا تھا۔ وہاں جاکر علی نے گھڑا کھولا تو دیکھا کہ اس میں تو خالی تیل ہی تیل بھرا ہوا ہے۔ دینار کا تو نام بھی نہیں ہے۔

علی کوجیا کو یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا اور غصّہ بھی بہت آیا علی کو بڑا تعجب اس بات پر ہوا کہ اسے تو اپنے دوکاندار دوست پر بڑا بھروسہ تھا مگر اس کی اُمید کے خلاف دوکاندار نے یہ خیانت کی۔

اب تو علی اپنے دل میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگا کہ دیکھو جس کو میں نے ایمان دار سچّا سمجھا تھا وہ پکا خائن اور چور نکلا مگر خیر میرا مال ضرور مِل کر رہے گا۔

یہ سوچتے ہوئے علی کوجیا جلدی سے دوکاندار کے گھر کی طرف چلا حالانکہ یہ اس دھوکہ کی وجہ سے بہت غمگین اور فکرمند تھا۔ دوکاندار سے ملتے ہی بولا دوست آج تو ایک ایسا واقعہ پیش آگیا جس کی مجھے بالکل اُمید نہ تھی۔

ہوا یہ کہ میں نے اپنے زیتون کے تیل کا گھڑا تو بالکل

اسی جگہ سے اٹھایا جہاں میں رکھ گیا تھا مگر اس میں جو دینار میں چھپا کر رکھ گیا تھا وہ نہیں ملے۔ صرف تیل ہی تیل اس میں موجود ہے۔

حالانکہ میں نے گھڑا رکھتے وقت تم سے تو یہی ذکر کیا تھا کہ اس میں تیل ہے مگر حقیقت میں ایک ہزار دینار تھے۔ اب اس میں دینار ایک بھی نہیں ہے۔

پیارے دوست ہو سکتا ہے تم نے کبھی سخت ضرورت سے اس میں سے نکال لئے ہوں تو مجھے اسکا کوئی خیال نہیں ہے اچھا ہوا میرا مال میرے دوست کی ضرورت میں کام آگیا مگر دیکھو اب تم مجھے سچی بات بتادو اور میں تم سے اِسی وقت وہ سب رقم نہیں لوں گا۔ جب تمہارے پاس ہو وے دینا مگر مجھے بتادو۔

دوکاندار کا بے ایمانی سے انکار

دوکاندار نے علی کوجیا کو جب سے گودام کی چابی دی تھی اس وقت سے اسی فکر میں بیٹھا تھا کہ اب بات کھلے گی تو علی کو کیا جواب دوں گا۔ آخر جب علی نے یہ سوال کیا

تو دوکاندار نے ترکیب چلی اور گرم ہو کر علی سے بولا۔ کیوں جی ! جب تم اپنا گھڑا میرے پاس لائے تھے تو کیا میں نے اسے ہاتھ لگایا تھا۔

علی کوجیا نے جواب دیا۔ نہیں۔

دوکاندار — پھر تمہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ میں نے تمہیں چابی دے دی تھی اور تم نے خود اپنے ہاتھ سے گھڑا رکھا تھا۔ اب تم واپس آئے ہو تو بتاؤ تم نے اپنا گھڑا اسی جگہ سے اٹھایا یا اس کی جگہ بدلی ہوئی تھی۔ یا اس کا ڈھکنا کھلا تھا۔ جواب دو۔ اگر تم نے اس میں سونا یا دینار رکھے تھے جیسا کہ تم کہتے ہو تو اس میں سے لے لو۔

میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمہارے گھڑے کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔

علی کوجیا کی نصیحت

علی نے دوکاندار کی تمام باتوں کو سننے کے بعد کہا بھائی ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں تم اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو لیکن یہ نہیں ہو سکے گا۔ تم مجھے ان باتوں سے مطمئن

نہیں کر سکتے۔ میں تم سے دوست کی حیثیت سے پھر کہتا ہوں کہ تم اپنے جرم کا اقرار کر لو۔ ورنہ میں اس بات کو پھیلاؤں گا اور اس میں تمہاری بدنامی ہوگی، تم اتنے مشہور تاجر ہو سوچو کہ جب لوگ تمہاری اس خیانت کا حال سنیں گے تو تمہاری عزت کا کیا حال ہوگا۔ میں پھر تمہیں نرمی سے سمجھانا چاہتا ہوں، لیکن اگر تم نہیں مانے تو میں مجبور ہو کر اپنے معاملہ کو قاضی (اس زمانہ کے جج) کے پاس لے جاؤں گا۔

دوکاندار نے علی کی ان تمام نصیحتوں کے بعد بھی اپنے جرم کا اقرار نہ کیا اور کہنے لگا کیا تم نے اپنا گھڑا رکھتے وقت مجھے بتایا تھا کہ اس میں دینار ہیں اب مجھ سے کیا مانگتے ہو۔

آخر بات بڑھتے بڑھتے محلہ والوں کے کانوں تک پہنچی جس نے سنا اسے دوکاندار کی اس حرکت پر تعجب ہوا۔ ہر شخص نے دکاندار کو سمجھایا کہ علی کے دینار دے دو بات یہیں دب جائے گی ورنہ قاضی کے دربار میں عدالت میں تمہاری بدنامی ہوگی۔ مگر دوکاندار کسی طرح بھی نہ مانا اور مجبور ہو کر علی کوجیا نے اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کر دیا۔

قاضی کی عدالت میں

جب مقدمہ قاضی کے ہاں پہونچا تو اس نے دونوں کو بلایا اور پہلے علی کوجیا کا بیان سنا ۔

علی کوجیا نے اپنا سارا سچا واقعہ سنا دیا۔

اس پر قاضی نے قاعدہ کے مطابق علی سے پوچھا کہ تمہارے پاس تمہارے دعوے کی گواہی دینے والا کوئی آدمی بھی ہے

علی نے کہا نہیں حضور میرے پاس کوئی گواہی دینے والا نہیں ہے اس لئے کہ میں دوکاندار کو ایسا نہیں سمجھتا تھا کہ یہ خیانت کرے گا اس لئے میں نے امانت رکھتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا۔

پھر قاضی دوکاندار کی طرف متوجہ ہوا اس سے پوچھا کہ اس الزام کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

دوکاندار نے وہی انکار کیا جو محلہ والوں کے سامنے کیا تھا۔

قاضی نے کہا اچھا تم قسم کھاؤ کہ تم نے علی کے گھڑے کو نہیں کھولا۔

دوکاندار نے خدا کی جھوٹی قسم بھی کھالی ۔

اب قاضی نے قاعدہ کے مطابق فیصلہ سنا دیا کہ چونکہ علی کوجیا کے پاس گواہ بھی نہیں ہیں اور دوکاندار قسم کھا رہا ہے اس لئے دوکاندار کو بری کیا جاتا ہے۔

اور علی کوجیا سے کہدیا کہ جب دوکاندار نے قسم کھالی ہے تو تمہارا بیان صحیح نہیں سمجھا جا سکتا ۔

علی کوجیا کو یہ فیصلہ سُن کر بڑا صدمہ ہوا اور دوکاندار مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا۔

عدالت سے باہر آکر علی نے سوچا کہ ہمت نہ ہارنی چاہیئے سچ کی فتح ضرور ہوگی اور جھوٹ کا سر نیچا ہو کر رہے گا یہ اللہ کا قانون ہے ۔ میں پھر کوشش کروں گا۔

مقدمہ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں

اب علی کوجیا اپنا مقدمہ لے کر خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا ۔ اور سارا واقعہ پیش کر دیا ، قاضی کے فیصلہ کے متعلق بھی خلیفہ کو مطلع کر دیا۔

خلیفہ ہارون رشید نے سارا واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ

کہ علی کو ایک دن بعد دربار میں بلایا جائے،
علی مقدمہ پیش کر کے واپس آگیا۔

خلیفہ ہارون رشید کی رات کی دیکھ بھال

خلیفہ ہارون رشید کی یہ عادت تھی کہ وہ کبھی کبھی رات کو معمولی تاجر یا شہری کا لباس پہن کر اپنے کسی وزیر یا خادم کے ساتھ شہر میں گھوما کرتا تھا تاکہ چھپ کر اپنی رعایا کا حال معلوم کرے۔

چنانچہ جس دن علی کوجیا کا مقدمہ اسکے پاس آیا اس رات میں بھی یہ اپنے وزیر جعفر کو ساتھ لے کر شہر کی گلیوں میں گھومنے کے لئے نکل گیا۔

گھومتے گھومتے یہ ایک مکان کے قریب پہنچا جہاں کافی رات ہونے کے باوجود کچھ شور وغل کی آواز آرہی تھی۔

خلیفہ یہ آواز سُن کر ٹھیر گیا وزیر کو بھی روک لیا اور دیوار سے لگ کر آوازیں سننے لگا۔

چاندنی رات تھی، گھر میں اندر روشنی ہو رہی تھی۔ ہارون رشید نے جو دروازے کی جھیری میں سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اندر نو عمر لڑکے ڈراما کھیل رہے ہیں۔ اب تو خلیفہ کو اور

شوق ہوا کہ دیکھیں یہ کیا ڈراما کرتے ہیں۔ چنانچہ لڑکوں نے علی کوجیا اور بے ایمان دوکاندار کے مشہور واقعہ کا ڈراما شروع کیا۔ ایک لڑکا ان میں قاضی بنا۔ ایک علی کوجیا بنا اور ایک نے دکاندار کا بھیس بدلا۔

بچّوں کے قاضی کی عدالت میں علی کوجیا نے اپنا مقدمہ پیش کیا اور سارا واقعہ سنانے کے بعد جھک کر کہا حضور قاضی صاحب میں نے اپنا سچّا مقدمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس بے ایمان دوکاندار سے میرا مال دلائیں اس دکاندار نے تو نہ امانت کا لحاظ رکھا اور نہ خدا کے خوف کا معلوم نہیں یہ خدا کے دربار میں جاکر کیسے اپنے کو بچائے گا۔

بچوں کے قاضی نے علی کا بیان سنکر دکاندار سے کہا کیوں جی تم علی کے دینار کیوں نہیں دیدیتے؟

دکاندار نے جواب دیا۔ حضور میں نے اس کے دیناروں کو دیکھا تک نہیں ہے اور نہ مجھے معلوم ہے کہ اس کے گھڑے میں کیا تھا اس لئے کہ میں نے تو گھڑا بالکل کھولا ہی نہیں۔ اور آپ چاہیں تو میں خُدا کی قسم کھا سکتا ہوں۔

قاضی:۔ نہیں نہیں، ہمیں تمہاری قسم کی ضرورت نہیں ہے۔
پھر علی کوجیا سے کہا۔ میں تمہارا گھڑا دیکھنا چاہتا ہوں
اسے جلدی پیش کرو۔

علی کوجیا فوراً گیا اور گھڑا لاکر قاضی کے سامنے رکھدیا۔

اب قاضی دوکاندار کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کیوں جی
یہی وہ تیل کا گھڑا ہے ؟

دوکاندار! جی ہاں یہی وہ گھڑا ہے۔

قاضی نے وہ گھڑا کھلوایا اور اس میں سے تھوڑا تیل نکال
کر چکّھا اور کہنے لگا او ہو کتنا عمدہ تیل ہے، عجیب تیل ہے کہ
سات سال تک بند گھڑے میں رکھا رہا پھر بھی اتنا عمدہ ہے
پھر قاضی نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ شہر کے بازار سے
تین چار تجربہ کار پرانے تیل کے دکانداروں کو بلاؤ۔

وزیر نے تھوڑی دیر میں شہر کے دکانداروں کو بلوالیا۔
جو دو تین بچے ہی بنے ہوئے تھے۔

ان تاجروں سے پوچھا کیوں صاحب آپ لوگ تجربہ کار
ہیں۔ بتایئے زیتون کا تیل زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک
صحیح حالت میں محفوظ رہ سکتا ہے۔

تاجروں نے جواب دیا حضور تیل اچھی حالت میں صرف
تین سال تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ اگر رکھا
جائے گا تو اس کا رنگ مزہ اور بو سب بدل جائے گا اور وہ
کھانے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔ پھر قاضی نے کہا اچھا اس
گھڑے کے تیل کو دیکھو۔

انھوں نے گھڑے کے تیل کو دیکھا، اسے چکّھا اور کہنے
لگے حضور یہ تو بالکل تھوڑے دنوں کا رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

قاضی نے کہا نہیں صاحب معلوم ہوتا ہے آپ غلط کہہ
رہے ہیں اس لئے کہ علی کوجیا تو کہتا ہے سات سال پہلے اس
نے یہ تیل رکھا تھا۔

تاجر:۔ نہیں حضور ہم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ تیل سات
سال کا ہو نہیں سکتا۔ آپ چاہے شہر کے سب دوکانداروں
کو بلا کر پوچھ لیجئے۔ یہ تیل زیادہ سے زیادہ ایک سال پرانا ہے

دکاندار نے ان تاجروں کے قول کو جھٹلانے کی کوشش
کی مگر قاضی فوراً غصّہ میں جھنجھلا کر بولا۔ اے بدبخت خاموش
رہ اب تیری خیانت ثابت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد بچوں کے قاضی نے دکاندار کو جیل میں ڈال

دینے کا حکم دیا اور اس کا تمام مال علی کوجیا کو دلوادیا ۔

خلیفہ ہارون رشید کی حیرت

خلیفہ تو یہ تمام ڈراما دیکھ ہی رہا تھا ۔ بچوں کی یہ سمجھداری اور عقلمندی، فیصلہ کرنے کا بہترین حکیمانہ طریقہ دیکھ کر تعجب کرنے لگا۔

پھر خلیفہ نے اپنے وزیر جعفر سے کہا وزیر شاید تم نے اس سے پہلے ایسے سمجھدار بچّے نہ دیکھے ہوں گے اور تمہیں یاد ہے یہ اسی علی کوجیا کا ڈراما انھوں نے کھیلا ہے جس کا مقدمہ آج ہمارے پاس آیا ہے ۔ اچھا اس گھر کو اچھی طرح یاد رکھو ۔ کل کو اس بچوں کے قاضی کو ہمارے دربار میں لانا ۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ کل کو علی کوجیا کو اپنا گھڑا ساتھ لانے کے لئے کہنا اور شہر کے چند تاجروں کو بھی بلا لینا تاکہ مقدمہ اسی طرح فیصلہ کیا جائے ۔

وزیر — بہتر حضور

دوسرے دن صبح ہی جعفر اس ڈرامے والے گھر پر آیا معلوم کیا کون بچہ رات قاضی بنا تھا، پتہ چلا کہ وہ ایک بیوہ بڑھیا کا لڑکا تھا ۔ وزیر نے بڑھیا کو بلایا اور کہا کہ تمہارے بیٹے کو

خلیفہ نے بلایا ہے ۔ بڑھیا گھبرا گئی ۔ معلوم نہیں کس لئے خلیفہ نے طلب کیا ۔ مگر وزیر نے سمجھا دیا کہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے ۔ بڑھیا کو جب اطمینان ہو گیا تو اس نے بچہ کو اچھے کپڑے پہنائے اور وزیر کے ساتھ بھیج دیا ۔

جب لڑکا خلیفہ کے سامنے پہونچا تو بہت گھبرایا ہوا اور خوفزدہ تھا ۔ مگر خلیفہ نے جونہی لڑکے کو دیکھا مسکرایا اور اسے قریب بٹھالیا ۔ کہنے لگا اے پیارے لڑکے میں تم سے بہت خوش ہوں تم نے رات قاضی بن کر ڈرامے میں جو عجیب عقلمندی کا فیصلہ کیا ہے وہ حکیمانہ فیصلہ ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اصل مقدمہ کا فیصلہ بھی تم ہی کرو ۔

بچّوں کا قاضی خلیفہ کے دربار میں

دربار شروع ہوا ۔ بچوں کا قاضی خلیفہ ہارون رشید کے برابر بیٹھا ۔

خلیفہ نے کہا علی کوجیا اور دوکاندار کا مقدمہ پیش کیا جائے ۔

آج اس مقدمہ کا فیصلہ یہ بچہ کرے گا اگر یہ کسی بات کو طے نہ کرسکا تو میں طے کروں گا ۔

چنانچہ علی کوجیا نے اپنا سارا واقعہ کہہ سنایا، لڑکے نے علی کا بیان سننے کے بعد دوکاندار کو بلایا اور اسکا بیان سنا جس اس نے جرم سے صاف انکار کیا اور قسم کھانے پر تیار ہوگیا

جونہی دکاندار قسم کھانے کے لئے تیار ہوا لڑکے نے روک دیا، اور علی کو حکم دیا کہ اپنا گھڑا پیش کرو۔ اس نے فوراً گھڑا لاکر سامنے رکھدیا۔

بچّہ قاضی :۔ کیوں دوکاندار یہ وہی گھڑا ہے جو تمہارے پاس امانت میں اس نے رکھا تھا۔

دوکاندار :۔ جی ہاں یہ وہی گھڑا ہے۔

بچہ قاضی نے تیل کے تاجروں کو بلایا اور کہا اس گھڑے کے تیل کو چکھ کر اچھّی طرح دیکھ کر بتاؤ یہ تیل کتنے دن کا رکھا ہوا ہے تاجروں نے تیل کو خوب دیکھا چکھا اور کہا حضور یہ زیادہ سے زیادہ ایک سال کا رکھا ہوا ہے۔

بچہ قاضی :۔ نہیں علی کوجیا کہتا ہے اس نے یہ سات سال پہلے اس گھڑے میں رکھا تھا تم کیسے کہتے ہو یہ ایک سال کا ہے۔

تاجر :۔ ہم بالکل یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ تیل ایک سال سے زیادہ کا نہیں ہے، ضرور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس گھڑے

کا پرانا تیل بدل کر نیا بھر دیا گیا ہے

جونہی دکاندار نے یہ بات سنی تھر تھر کانپنے لگا کہ اب تو جرم صاف ہوگیا اور فوراً اپنے جرم کو قبول کر کے معافی مانگنے لگا۔

جب جرم ثابت ہوگیا تو بچّہ قاضی نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا بلکہ خلیفہ سے کہا حضور رات جو میں نے سزا دی تھی وہ تو ایک کھیل تھا اس وقت تو زندگی کے بننے بگڑنے کا سوال ہے اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ دکاندار بے ایمان کی سزا آپ خود تجویز فرما کر حکم دیں۔

خیانت اور بے ایمانی کا انجام

خلیفہ نے اس بات کو مناسب سمجھا اور خود دکاندار سے کہا کیوں جی وہ دینار کہاں ہیں۔

دکاندار نے بتا دیا جہاں رکھے تھے۔ خلیفہ نے دینار منگاکر تو علی کوجیا کے حوالے کئے اور دکاندار سے کہا کمبخت تجھے اس بے ایمانی پر نہ خدا کا خوف آیا نہ دنیا کی بدنامی اور رسوائی کا خیال آیا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ سچی بات کبھی نہ کبھی ظاہر

ہوکر رہتی ہے اور جھوٹی بات ہمیشہ نہیں چلتی۔

اے بدبخت دوکاندار تجھے اس جرم کی سزا میں پھانسی دی جائے گی تاکہ آئندہ کسی کو اس جرم کی ہمت نہ ہوسکے۔

بچّوں کے قاضی کو انعام

مقدمہ کے ختم ہونے پر خلیفہ ہارون رشید نے بچہ قاضی کی بہت تعریف کی اور سو دینار کی ایک تھیلی انعام میں دیکر گھر رخصت کیا۔

بچہ خوشی خوشی انعام لیکر گھر آیا اور پڑھنے لکھنے میں مصروف ہوگیا۔

خلیفہ کی قاضی کو نصیحت اور بچہ قاضی کی شہرت

اس کے بعد خلیفہ نے اصل قاضی کو بلایا اور کہا کہ آپ نے اس مقدمہ کا فیصلہ عقلمندی اور سوجھ بوجھ سے نہیں کیا — دیکھئے اس نو عمر لڑکے نے کیسا حکیمانہ فیصلہ کیا۔ آئندہ اس کا خیال رکھیئے۔

اب تو ہر شہر میں علی کوجیا کی امانت اور بچوں کے قاضی کا فیصلہ لوگوں میں مشہور ہوگیا۔ ہر آدمی ان واقعات کو سُن کر

لطف حاصل کرتا تھا۔

اس واقعہ سے بڑی نصیحت اور عقلمندی کی باتیں حاصل ہوئیں۔

ہمارے کتب خانہ میں ملنے والی

بچّوں کی کتابیں

مذہبی کتابیں

- خاک کا پتلا -/۳۰
- نبی کا بیٹا -/۳۰
- آگ کا چمن -/۳۰
- بیٹے کی قربانی -/۳۰
- مچھلی والے نبی -/۳۰
- سبا کی شہزادی -/۳۰
- صبر کا پھل -/۳۰
- اسلامی نظمیں -/۶۵
- ہماری نعت -/۳۰

- محمد رسول اللہ ۲/-
- حضرت خالدؓ -/۵۰
- حضرت ابوہریرہ -/۵۰
- رسول اللہ کی صاحبزادیاں ۱/۲۵

عام معلومات

- بجلی کی کہانی -/۵۰
- بجلی اور مقناطیس کے کھیل -/۷۵
- دنیا کے بچے -/۶۵
- قدرت کے کرشمے -/۶۲

ادبی کہانیاں

- آٹے کا پتلا -/۳۰
- انار راجا -/۲۵
- انوکھی چھتری -/۳۵
- بونے کا بٹوہ -/۲۵
- عیار کے کھلونے -/۳۵
- نئی کہانیاں -/۵۰
- منی کا تحفہ ۱/-

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کے نام
ہماری فہرست میں ملاحظہ فرمائیں۔

سعید بک ڈپو جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵